

بسمہ سبحانہ و بذكر ولیہ

## تین طلاق ایک نشست میں

میر مراد علی خان

اللہ سبحانہ و تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ: الطلاق مرتان فامسک بمعروف او تسریح باحسان ولا يحل

لکم ان تاخذوا مما اتیتمو هن شیئا الا ان یخافا الا یقیما حدود اللہ ط فان خفتما الا یقیما حدود اللہ لا

فلا جناح علیہما فیما افتدت به ط تلک حدود اللہ فلا تعتدوها ح ومن یتعد حدود اللہ فاو لئک

هم الظالمون۔ سورة البقرة آیت ۲۲۹۔

طلاق دو مرتبہ ہے اور مناسب طریقے سے اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھے یا نیکی کے ساتھ اُسے چھوڑ دے اور تمہارے لئے حلال نہیں کہ اُنہیں جو چیز دی ہے وہ اُن سے واپس لو۔ مگر یہ کہ دونوں اس سے ڈریں کہ حدود الہی کی پاسداری نہیں کر سکیں گے اگر اُنہیں خوف ہے کہ وہ حدود الہی کا لحاظ نہ کر سکیں گے تو پھر اُن کے لئے کوئی حرج نہیں کہ عورت فدیہ اور عوض دے دے (اور طلاق لے لے) یہ حدود اور خدائی سرحدیں ہیں۔ اُن سے تجاوز نہ کرو اور جو شخص اُن سے تجاوز کرے وہ ظالم ہے۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۲۹)

زیر بحث آیت میں ارشاد ہے کہ دو مرتبہ طلاق اور دو مرتبہ رجوع صحیح ہے لیکن اگر تیسری مرتبہ طلاق انجام پذیر ہوئی تو پھر رجوع کا حق نہیں ہے۔ اور آخری طلاق یہی تیسری طلاق ہے۔ البتہ ”الطلاق مرتان“ سے مراد ہے وہ طلاق جس میں رجوع ممکن ہے اور جس کے بارے میں ”امساک بمعروف“ صادق آتا ہے جو دو سے زیادہ نہیں اور تیسری طلاق میں رجوع نہیں ہے جیسا کہ آیت کریمہ گواہی دیتی ہے۔

”امساک“ کے معنی ہیں روکے رکھنا اور ”تسریح“ کے معنی ہے رخصت کر دینا۔ جب کشمکش، پھر طلاق پھر صلح پھر رجوع دو مرتبہ گزرے تو پھر مرد کو چاہئے معاملے کو ایک طرف کر دے۔

شیعہ مکتب میں یہ مسئلہ متفق علیہ ہے لیکن اہل سنت کے درمیان اس سلسلے میں اختلاف ہے۔

چنانچہ مفتی عزیز الرحمن روزنامہ ”انقلاب“ ممبئی ہندوستان نے ایک سوال کے جواب میں یہ دلیل پیش کی: ”آیت کریمہ میں اصل لفظ مَرَّتَان ہے قرآن کریم میں ایک دوسرے موقع پر بھی یہ لفظ استعمال ہوا جہاں یکے بعد دیگرے کا بھی کوئی تصور نہیں چہ جائیکہ الگ الگ مجلسوں اور مہینوں کا۔ چنانچہ سورہ احزاب میں ارشاد باری ہے نُوْتِہَا اَجْرَہَا مَرَّتَیْنِ مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد جونا گڑھی اس کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”اور تم میں

سے کوئی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی فرماں برداری کریگی اور نیک کام کریگی ہم اُسے اجر بھی دہرا دیں گے۔“ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ اجر الگ الگ مہینوں میں دیا جائیگا نیز علامہ ابن جریر نے مرتنان کی تفسیر سے یہ واضح کر دیا ہے کہ مجلس یا طہر کے الگ الگ ہونے کا اس لفظ کے ساتھ کوئی تصور نہیں۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے وضو کیا مرۃً مرۃً مرتین اور ثلاثا ثلاثا ظاہر ہے اعضا وضو کا دھونا دو مرتبہ ہو یا تین مرتبہ ایک ہی مجلس میں تھا ایسا حضور ﷺ نے وضو کرتے ہوئے اعضائے وضو کو دو یا تین الگ الگ مجلسوں یا مہینوں میں دھویا تھا۔ قرآن کریم نے یہ بتایا ہے کہ تین کے بعد عورت ہمیشہ کیلئے حرام ہے یہ آیت یعنی آیت ۲۳۰ عربی کے حرف عطف فاء سے شروع ہوئی ہے قواعد عربی میں فاء صرف ترتیب کو بتلاتا ہے تاخیر کا اس میں کوئی مفہوم نہیں تاخیر کے مواقع میں ثُمَّ استعمال ہوتا ہے لہذا اگر یہ تیسری طلاق تیسرے مہینے یا طہر میں دی جانے والی طلاق ہوتی تو فاء کے بجائے ثُمَّ کا استعمال کیا جاتا حرف فاء کا لایا جانا بتلا رہا ہے۔ ختم بیان مفتی عزیز الرحمن ”انقلاب“۔

حسب بالادلیل کا جواب صرف قرآن مجید ہی سے ممکن ہے اور وہ ہے سورہ بنی اسرائیل (اسراء) کی آیت (۴) اور (۵)۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ فِي الْكُتُبِ لَتُفْسَدَنَ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلَنَ عُلُوًّا كَبِيرًا ۝۴۔ فَاذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَٰئِكَ بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أَلِيَّ بَاسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَلِ الدِّيَارِ ۝۵ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ۝۵۔

تمام مفسرین نے یہ لکھا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں بتلادیا تھا کہ زمین میں دو مرتبہ (مرتین) فساد برپا کرو گے اور بڑی سرکشی کرو گے۔ جب ان میں سے پہلی سرکشی کا موقع آیا تو ہم تمہارے اوپر نہایت زور آور لوگ بھیجیں گے گھروں کی تلاشی لیں گے اور یہ وعدہ قطعی ہے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ دونوں واقع کے درمیان برسوں کا فاصلہ ہے یعنی ایک بعد ایک بلا فصل نہیں ہوئے۔ اور آیت ۵ بھی باوجود تاخیر کے لفظ ”فا“ سے ہی شروع ہو رہی ”ثم“ سے نہیں۔ لہذا جو دلیل مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب نے قرآن سے دی وہ اس آیت قرآنی سے رد ہو جائے گی۔ یہاں دو نکات قابل توجہ ہیں:-

۱۔ جس طرح رجوع کرنے اور عورت کو روکے رکھنے میں ”معروف“ کی شرط ہے، یعنی رجوع اور روکے رکھنا صلح و صفائی اور خلوص و محبت کی بنیاد پر ہو اسی طرح جدائی بھی ”احسان“ کے ساتھ مقید ہے۔ یعنی علیحدگی اور جدائی ہر طرح کے ناپسندیدہ امر سے پاک ہو۔ مثلاً انتقام، غیض، غضب، اور کینہ سے مبرا ہو۔

۲۔ المطلاق مرتنان۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دو یا تین طلاقیں ایک ہی نشست میں انجام نہیں پاسکتیں اور چاہئے کہ متعدد مواقع پر واقع ہوں۔ خصوصاً جب تعدد طلاق کا مقصد یہ ہے کہ رجوع کا زیادہ موقع مل سکے اور شائد پہلی کشمکش کے بعد صلح و صفائی برقرار ہو جائے، اور اگر پہلی مرتبہ صلح و صفائی نہ ہو سکے تو شائد دوسری مرتبہ صلح اور محبت پیدا ہو جائے۔ لیکن ایک ہی موقع پر متعدد طلاق، طلاق، طلاق سے یہ راستہ صلح و صفائی کا بند ہو جائے گا۔ اور میاں بیوی ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں اور اس طرح تین طلاق عملی طور پر بے اثر ہو کر رہ جاتے ہیں۔

اس کو احادیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:-

كَانَ الْيَاسَنِيُّ مِنْ عَهْدِ عُمَرَ طَلَّاقِ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ قَدْ اسْتَعْجَلُوا فَاَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا۔ آنحضرتؐ اور

حضرت ابوبکر اور خلافت حضرت عمرؓ میں بھی دو برس تک یہی حکم رہا کہ اگر کوئی شخص تین طلاق ایک ہی نشست میں ایک بار دیدے تو صرف ایک طلاق پڑتی تھی (شمار کی جاتی تھی) پھر حضرت عمرؓ نے کہا لوگوں نے طلاق دینے میں جلدی شروع (کثرت شروع) کی ہے تو انھوں نے تین طلاق پڑ جانے کا (شمار کرینکا) حکم جاری کیا۔ صحیح مسلم کتاب الطلاق باب الطلاق الثلاثہ ج ۳ ص ۱۸۳؛ مسند احمد ابن حنبل ج ۱ ص ۳۱۲؛ المغنی ج ۸ ص ۲۴۳؛ الشرح الكبير ج ۸ ص ۲۶۰؛ سنن نسائی کتاب طلاق ج ۶ ص ۱۴۵؛ مستدرک الصحيحین ج ۲ ص ۱۹۶؛ فتح الباری ابن حجر ج ۹ ص ۲۹۷؛ شرح مسلم النووی ج ۱۰ ص ۷۰؛ الدیاج علی مسلم جلال الدین سیوطی ج ۴ ص ۸۸؛ عون المعبود عظیم العبادی ج ۶ ص ۱۹۰؛ المصنف ج ۶ ص ۳۹۲ عبد الرزاق الصنعانی؛ المعجم الكبير طبرانی ج ۱۱ ص ۱۹؛ تفسیر قرطبی ج ۳ ص ۱۳۰؛ تفسیر در المنثور ج ۱ ص ۲۷۹؛ المحلی ابن حزم ج ۱۰ ص ۱۶۸؛ نیل الوطار الشوکانی ص ۱۱ تا ۱۲؛ سبل السلام ابن حجر عسقلانی ج ۳ ص ۱۷۱؛ المجموع نووی ج ۱۷ ص ۸۵ و ۱۲۲؛ حاشیہ رد المختار ابن عابدین ج ۳ ص ۲۵۶؛ المغنی ابن القدامہ ج ۸ ص ۲۴۳؛ لغات الحديث علامہ وحید الزمان حرف ”ط“ ص ۳۸

الطلاق الثلاث: قال ابن عباس: كان الطلاق في عهد رسول الله ﷺ وأبي بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث، واحدة، فقال عمر: إن الناس قد استعجلوا في أمر كانت لهم فيه أناة فلو أمضيناه عليهم فأمضاه عليهم، وروى عكرمة عن ابن عباس قال: طلق ركانة امرأته ثلاثاً في مجلس واحد، فحزن عليها حزناً شديداً فسأله النبي ﷺ كيف طلقته؟ فقال طلقته ثلاثاً: فقال في مجلس واحد؟ فقال: نعم. قال فإنما تلك واحدة فإن شئت فراجعها. محاضرات الادباء الامام الاديب الاراغب الاصفهاني متوفى ۵۰۲ھ طبع شركة دار الارقم بيروت جلد اول ص ۲۴۶۔  
اسی روایت کو دوسرے طریقے سے یوں بیان کی گئی ہے:-

حدثنا عبد الله حدثني أبي سعد بن ابراهيم ثنا أبي عن محمد بن اسحاق حدثني داود بن الحصين عن عكرمة مولى ابن عباس عن ابن عباس قال طلق ركانة بن عبد يزيد أخو بني مطلب أمته ثلاثاً في مجلس واحد فحزن عليها حزناً شديداً قال فسأله رسول الله ﷺ كيف طلقته قال طلقته ثلاثاً قال فقال في مجلس واحد قال نعم قال فإنما تلك واحدة فراجعها ان شئت قال فراجعها فكان ابن عباس يرى انما الطلاق عند كل طهر۔ مسند امام احمد ج ۱ ص ۲۶۵؛ السنن الكبرى البهقي ج ۷ ص ۳۳۹؛ فتح الباری ج ۹ ص ۲۹۷؛ مسند ابی یعلیٰ

الموصلی ج ۴ ص ۳۷۹ سلسلہ ۲۵۰۰؛ کنز العمال ج ۹ ص ۷۰۵ سلسلہ ۲۸۰۶۰؛ عون المعبود محمد شمس الحق العظیم آبادی ج ۶ ص ۱۹۰؛ المصنف عبدالرزاق ج ۷ ص ۱۲؛ الکفاۃ فی علم الروایۃ خطیب بغدادی ص ۱۸۱۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ازالۃ الخفاء عن خلافة الخفاء طبع قدیمی کتاب خانہ کراچی جلد سوم ص ۴۱۶ تا ۴۱۹ میں تحریر فرماتے ہیں:-  
 کے شافعی طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ ابو الصہباء نے ابن عباسؓ سے سوال کیا کہ تین طلاقیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک طلاق قرار دی جاتی تھی اور عہد حضرت ابوبکرؓ میں بھی اور حضرت عمرؓ کے ابتدائے امارت کے تین سال تک اسی پر عمل ہوتا رہا؟ ابن عباسؓ نے کہا: ہاں۔ مسلم طاؤس سے وہ ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے دو سال تک تین طلاق کو ایک قرار دیا جاتا تھا۔ پھر حضرت عمر ابن خطابؓ نے کہا کہ لوگوں نے عجلت کرنا شروع کر دیا اس امر میں جس میں اُن کو مہلت دی گئی تھی تو کیوں نہ ہم اُن پر اُس کو جاری کر دیں (یعنی تین طلاق کو تین ہی قرار دیں)۔

کتاب ”المسند“ ص ۱۹۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت الامام شافعیؒ متوفی ۲۰۴ھ؛ صحیح مسلم ج ۴ ص ۱۸۴؛ سنن ابو داؤد باب تفریع ابواب الطلاق سلسلہ ۲۱۹۹ ج ۱ ص ۴۹۰؛ سنن النسائی کتاب الطلاق ج ۶ ص ۱۴۵؛ السنن الکبریٰ ج ۷ ص ۳۳۶۔

اسی کتاب ازالۃ الخفاء جلد چہارم ص ۲۳۶ میں عمران بن سوادۃ اللبشی سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے اقرار کیا کہ انہوں نے جو تبدیلیاں کیں اُن میں تین طلاق بھی شامل ہے۔

علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری جلد اول صفحہ ۴۹۳ میں اسی سورہ بقرہ کی آیت ۲۲۹ کے تحت لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے مروتان فرمانے اوشتان نہ فرمانے میں اس امر کی دلیل ہے کہ ایک ہی دفعہ دو طلاقیں مکروہ ہے کیونکہ مروتان کا لفظ عبارتہً تو تفریق کی دلالت کرتا ہے اور اشارۃً عدد پر اور الطلاق میں حرف ”لام“ جنس کے لئے ہے اور جنس کے علاوہ کوئی اور کچھ نہیں ہے پس قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ اکھٹی دو طلاقیں معتبر نہ ہوں اور جب دو طلاقیں معتبر نہ ہوئیں تو تین طلاقیں اکھٹی دیدنی تو بدرجہ اولیٰ معتبر نہ ہوگی کیونکہ تین میں دو کے علاوہ اور زیادتی ہے۔

بعض کا قول یہ ہے کہ طلاق سے مراد تطلیق ہے اور معنی (آیت کے) یہ ہیں کہ شرعی طلاق دینا یہ ہے کہ اطہار میں متفرق طور پر یکے بعد دیگرے طلاق دے نہ کہ اکھٹی اور اس وقت مرتین سے تشبیہ مراد نہ ہوگا بلکہ تکریر مقصود ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے ثم ارجع البصر کورتین۔ یعنی کورۃ بعد کورۃ۔ اس تاویل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دو طلاقیں یا تین طلاقیں ایک لفظ سے ہوں یا مختلف الفاظ سے ایک طہر میں اکھٹی دیدنی حرام۔ بدعت، باعث گناہ ہیں۔ تفسیر مظہری۔

یہ واضح ہے کہ تین طلاق کا مفہوم تین مرتبہ طلاق دینا ہے۔ ایک ساتھ تین لفظ طلاق کا استعمال نہیں ہے اور اُس کی واضح ترین دلیل یہ ہے کہ اگر زوجیت

طلاق چاہتی ہے تو ایک طلاق کے بعد رجوع نہ ہو یا عدت کے بعد دوبارہ عقد نہ کیا جائے تو دوسری طلاق کا موضوع ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔ ایک ساتھ تین

طلاق اگر تین ہیں تو دوسری زوجیت کب واپس آئی ہے، اور اگر سب ملا کر ایک ہیں تو تین طلاق کے احکام نافذ کرنا غلط ہے۔ یہ حضرت عمرؓ کی ایجاد ہے۔